نور جہان بیگم

شہنشاہ نور الدین جہانگیر کی بیگم اور
ہندوستان کے عالیشان دانشمند اور
مدبر خاتون کے دلچسپ حالات جو

رسالہ "حسن" سے دوبارہ چھاپے گئے ہیں

بار دوم ۱۹۰۴ء میں

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں منشی محمد عبد العزیز
مینجر کے اہتمام سے چھپی

نورجہاں بیگم

ہزاروں جواہر شاہوار ایسے ہیں جو بجز زینت معدن ہوئے تھے اونکی
جہانگیر روشنی سے اہل عالم کو استفادہ کا موقع نہ ملا۔ ایک ایسی شے جو فخریہ آویزہ گوش
محبوباں ہوتی۔ نیچر نے کسی مصلحت سے اپنے اشرف المخلوقات کی نظر سے
کوسوں دور رکھا جس سے بادی النظر میں مقصد آفرینش حاصل نہوا۔ کیونکہ
ہر شے کا موقع محل مخصوص ہوتا ہے۔ اور جبتک وہ اپنے مناسب موقع سے
جدا رہتی ہے۔ نیچر کی بیدریغ اور بے نیاز فیاضیوں پر لاعلمی سے حیرت
کی نگاہیں پڑتی ہیں۔ کوہ نور اوس وقت تک اپنی قیمت جوہری بازار میں
کیونکر لگاتا جبتک رانگڑے کے ہاتھ سے نکل کر زینت بخش تاج وکٹوریہ ہوتا
الماس موسوم بہ نظام کی وہ عزت کہاں ہوتی اگر ناقدرداں اور ناواقف
کسان کے ہاتھوں سے نکلکر اعلےٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ کی شاہانہ
توجہ سے سرافراز نہوتا۔ اسی طرح ہزاروں چلنے پھرنے والے بیش قیمت جواہر
یا تو اپنے مقام میں نامساعدت زمانہ سے اپنے حیرت بخش انوار کے ساتھ
دل گرفتہ درگور ہو جاتے ہیں یا اوس کے اظہار کا اس حد تک موقع نہیں
پاتے جن کے وہ بلحاظ اعلےٰ عطیہ الٰہی مستحق ہیں۔ ہم آج نورجہان
ایسے دُرِّ شہوار کو جس نے جہانگیر شہرت حاصل اور از مہد تا لحد

ایک عجیب اور تغیر آمیز زندگی بسر کی ہدیہ ناظرین جواہر شناس کرتے ہیں جس
سے معلوم ہوگا کہ اگر یہ بچہ کاروان زلیخا طبیعت یوسف بنکر بازار اکبری میں فروخت
نہ ہوتا تو یوسف صفت نورالدین زلیخا وار مطاع جہانگیری نہ کہو بیٹھتا اور اگر ایسا
خریدار ہاتھ نہ آتا تو جوجو جواہر بہا اس نورجہاں معدن میں روز ازل سے
قدرت کے ستھرے ہاتھوں سے تفویض ہوئے تھے وہ آج جہانگیر شہرت حاصل نہ کر سکتے
اور اپنی تھوڑی سی چمک دمک کے بعد ہمیشہ کے لئے قعر گمنامی میں چھپ جاتی
نورجہاں نے بہ حیثیت مجموعی نہایت نامی زنان یورپ کو پس پشت ڈال دیا اور اسنے
اکبر کی عظیم الشان مملکت میں جہانگیری نام سے جس شان اور نمود اور عمدہ نظم و نسق سے
سلطنت کی وہ انگلستان کی ملکہ الزبتھ کے مشہور زمانے سے ہمسری کرتا ہے اگر ترکوں کے
کمزور قبضہ سے ملکہ کیتھرائن روسیہ نے اپنے قید اور ایشیائی نظر میں نفرت انگیز طریقہ
افواج روس کو نجات دلا کر اپنا نام زندہ جاوید کیا تو ہمارے ہیرو نے مہابت خاں
کے مہیب تیور اور خطرناک گستاخیوں سے ہوشیاری ثبات عقل اور عصمت مردانہ
طریقے سے اپنے اور اپنے شیدائی کو جو پولٹیکل اور سوشل اور ڈپلومیٹک موت [illegible] گردی
کا دم بھرتا تھا نہایت نازک حالت میں بچا کر دلفریب مدبرانہ طریقوں سے پھر عروج عزت
پر پہنچایا۔ اور ان کل باتوں کے علاوہ جو قابلیت ذہنی اور لیاقت دماغی اور قوت فیصلہ
اس آئیل لیڈی کو حاصل تھی اسکی نظیر کسی یورپین شاہی لیڈی میں نہیں پائی جاتی۔
مسٹر اسمائیلس اپنی مشہور آفاق کتاب کیریکٹر میں تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں سے
بعض وقت وہ کام ہوتے ہیں اور ایسی ہمت طبیعتوں میں ترقی پیدا ہو جاتی ہے جو اور
صورت سے ناممکن تھی بیشک اس قول کی تصدیق مسٹر بالفور اپنے لٹریری سائیکلوپیڈیا
میں نورجہاں کی نسبت لکھتے ہیں کہ نورجہاں کی برکت انوار سے جہانگیر کے اطوار میں
اعتبار پیدا ہوا۔ اسکی بد خیالیاں اور تلاطم کا اختتام ہوا۔ تفریح طبع کے سامان
قلت کے ساتھ صرف مہذب کرا دیے اور وہ بھی خاص کمرے میں ہونے لگے نورجہاں کی بدولت
اسکا دربار زیادہ بارونق ہو گیا۔ لطف یہ ہے کہ اخراجات میں کمی ہو گئی اور اخلاق

اور آداب میں بڑی تبدیلیاں پیدا کردیں

زنان اسلامیہ کی پولیٹیکل سوانحات دنیا کی نظروں سے قریب قریب بالکل پوشیدہ ہیں اہل یورپ جو اپنی چھوٹی سی قومی عزت کو شاندار بنانے اور رنگ چڑھانے کے بڑی قابلیت سے عادی ہیں وہ ہمارے گروہ اناث کو بالکل تاریکی میں سمجھتے ہیں جسکی وجہ شائد خود ہمارا تاریخانہ طرز اور عورتوں کی مخصوص الفت ہو۔ نورجہاں کے اس مختصر تذکرے سے ایک حد تک ظاہر ہوگا کہ درحقیقت مسلمانوں کے گروہ اناث میں بڑی بڑی مشاہیر اپنا زندہ جاوید نام تاریخ میں چھوڑ گئے ہیں۔

نورجہاں کا خاندان

نورجہاں کے باپ کا نام غیاث بیگ تھا وہ طہران کے نامور لوگوں میں سے تھا شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ پھر سرکار کا باغیدار ہوگیا تھا اور زمانہ کے صدمات اور حوادث نے اسقدر جلد اوس کو تنگ کردیا تھا کہ وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا اور اپنی دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کو ساتھ لیکر اوس قافلے کے ہمراہ ہوگیا جو ہندوستان آرہا تھا اوس وقت اکبر ہندوستان میں فرمانروا تھا۔ راستہ میں ایک اور آفت یہ پڑی کہ جو کچھ مال و اسباب ساتھ تھا وہ لٹ گیا صرف سواری اور باربرداری کے دو اونٹ رہ گئے جنپر غیاث بیگ اور اوس کے ساتھی سوار ہوا کرتے تھے۔ سواری میں غیاث بیگ کی بی بی کی زیادہ رعایت کیجاتی تھی اسوجہ سے کہ وہ حاملہ تھی۔

نورجہاں کی پیدائش

جب یہ لوگ قندہار کے قریب پہنچے تو نورجہاں ایسی مبارک ساعت میں پیدا ہوئی کہ اوسی دن والدین کی تکلیف آسائش سے رنج خوشی سے مبدل ہوگیا جسکی یہ تفصیل ہے کہ نورجہاں کے پیدا ہونے کے بعد اوس کی ماں کو بسبب انتہا عسرت و تعب و مشقت کے اس قدر دودھ نہ تھا جو لڑکی کی پرورش کے لئے کافی ہوسکتا۔ لہذا والدین کو جبکہ اس کی کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ انہوں نے خدا پر بھروسہ کیا اور لڑکی کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اوسکو قافلے میں ڈالدیا۔

نورجہاں کی پرورش

جب قافلہ چلنے لگا تو ملک مسعود جو قافلہ سالار تھا اوس کے نوکروں میں سے
ایک نوکر نے اوس بچے کے رونے کی آواز سنی اور اوس کو اوٹھا کر قافلہ سالار کے پاس لے آیا
چونکہ قافلہ سالار اولاد نہیں رکھتا تھا اسلئے لڑکی کو پرورش کرنا اور اس کو اپنی تبنیت
میں لینا چاہا اور چونکہ ایران کے قافلوں میں بخلاف ہندوستان کے قافلوں کی عورتیں
کم رہا کرتی تھیں اس وجہ سے دایہ کی جو تلاش کی گئی تو اوس لڑکی کی ماں کے سوا کوئی
اور عورت نہ ملی اب وہ نہایت احترام کے ساتھ طلب کی گئی اوس کے اور اس کے ہمراہیوں
کیلئے سواری اور کھانے پینے کا بندوبست کیا گیا۔ لباس پہنایا گیا عنایت و نوازش کا وعدہ کیا گیا
اور لڑکی پرورش کے لئے اوس کے سپرد ہوئی +

ملک مسعود اکبر کے دربار میں آمد و رفت اور وقعت رکھتا تھا اور اوس کی عادت
تھی کہ جب ایران سے آتا۔ وہاں کے تحفے اکبر کی خدمت میں پیش کرتا اب بھی وہ
ہندوستان پہنچنے کے بعد بدستور دربار میں حاضر ہوا۔ اور اوس نے تحفے گذرانے
اکبر نے کہا کہ اس دفعہ تم کچھ عمدہ تحفے نہ لائے ملک مسعود نے عرض کیا کہ ہم غریبوں کے
پاس ایسے تحفے کہاں سے آئیں جو بادشاہوں کے لائق ہوں البتہ میں اب کی دفعہ
دو جواہر جو اہر لایا ہوں اگر وہ تربیت کئے جاویں تو بے مثل اور لاجواب ہوں
پھر اوس نے غیاث بیگ اور اس کے بیٹے ابوالحسن کو اکبر کی خدمت میں پیش کیا
یہ دونوں بادشاہ کے ملازم ہو گئے اور اپنے طالع کی تائید سے اور لیاقت اور
قابلیت کے ذریعہ سے ترقی کرنے لگے غیاث بیگ کے بزرگوں نے ہمایوں بادشاہ
کی جبکہ وہ شیر شاہ کے مقابلہ میں تاب نہ لا کر ایران بھاگ گیا تھا بڑی خدمت کی تھی
غیاث بیگ کا یہ زمانہ نہایت خراب ہو گیا تھا اور یہ نظر استحقاق خدمت ہمایوں
شہنشاہ اکبر کے پاس بامید صلہ خدمت پہنچا اکبر نے نہایت فیاضی سے اوس کی امیدوں سے
زیادہ صلہ دیا اور باپ بیٹوں کو اعلیٰ خدمات دربار عطا فرمائے اور انہوں نے خداداد
لیاقتوں اور ذاتی قابلیتوں سے وہ قابل قدر خدمتیں انجام دیں جس سے انکا اعزاز روز افزوں بڑھتا گیا

نورجہاں محل میں

قافلہ سالار کی بیوی کے ساتھ جس کو بادشاہ کے محل میں آنے کی اجازت تھی نورجہاں کی حقیقی ماں بھی بوجہ اعزاز خاندانی محل میں آتی جاتی بیگمات سے بھی سلام ومجرے سے مشرف ہوتی جشن ونوروز کی تقریبوں میں انعام واکرام پاتی اس عرصے میں نورجہاں بھی جوان ہوگئی تھی اور حسین وجمیل ہونے کے علاوہ بڑی عقیل وفہیم بھی تھی یہ باتیں اس کے باعث ہوئیں کہ جہانگیر اوس پر فریفتہ ہوگیا

نورجہاں کا بھولاپن

حسن دلفریب اور عقل خداداد کے ساتھ فریفتگی کا ایک بڑا سامان نورجہاں کا بھولاپن تھا جو ادائے معشوقانہ کا قابل قدر جز و ہے چنانچہ شہزادہ جہانگیر (سلیم) ایک دن مینا بازار جارہا تھا اور یہ کشیدہ قامت دلربایانہ روش سے مقابل سے آرہی تھی شہزادے کے پاس دو کبوتر تھے۔ مہرالنساء (نورجہاں) کو وہ کبوتر دیکر پھول توڑنے لگ گیا اتفاقاً اوس کے ایک ہاتھ کا کبوتر اوس کے ناتجربہ کار ہاتھوں سے پھڑک کر اوڑ گیا۔ شہزادے نے پوچھا کہ میرا کبوتر کیا ہوا۔ نورجہاں نے دھیمی آواز سے کہا کہ صاحب عالم اوڑ گیا اوس نے حسب معمول پوچھا کہ کسطرح اوڑ گیا نورجہاں نے بلاتصنع بھولے پن سے دوسرے ہاتھ کا کبوتر چھوڑ کر کہا اس طرح۔ یہ غضب کا بھولاپن نوجوان کے دل کے لیے ایک نشتر کا کام کر گیا محبت روز بروز اس کے دل میں بیٹھتی گئی چنانچہ ایک دن جب اس نے موقع پایا نورجہاں کا ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا نورجہاں ہاتھ چھوڑاکر الگ ہوگئی اور بیگمات کے سامنے اس بات کی شکایت کی اور پھر یہ خبر اکبر تک پہنچ گئی چونکہ اکبر اپنے زیردستوں کے ناموس کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ جہانگیر سے خفا ہوا اور نورجہاں کے سرپرستوں سے کہا کہ کسی کیساتھ اسکا نکاح کرادیں غیاث بیگ نے عرض کیا کہ اسبات کا اختیار بادشاہ ہی کو ہے جس سے

ساتھہ مناسب سمجھے نکاح کرادے ؀

نورجہاں کی پہلی شادی

علی قلی جو ترک استجلو اور شاہ طہماسپ کا سفرہ چین تہا اتفاقسے ملتان میں خان خاناں کے پاس آگیا تہا چونکہ وہ ایک بہادر سپاہی اور صاحب جوہر تہا اسوجہہ سے خان خاناں اوسپر الطاف کرتا تھا اور اُس کو سرکاری ملازموں میں داخل کر لیا تھا جب علی قلی دربار میں پہونچا تو بادشاہ کا مورد عنایت ہُوا اور بادشاہ کے حکم سے نورجہاں کا نکاح اوس کے ساتھہ کرادیا گیا۔

صاحب جوہر کے ساتھہ خاصکر جب وہ مورد عنایت سلطانی ہو بغض و حسد کرنا اور درپئے اوس کی جان و عزت ہونا قدیم سے وابستہ انسانیت ہے چنانچہ علی قلی کے ساتھہ ارباب حسد نے کوئی دقیقہ اوس کی ہلاکت کا باقی نرکہا کبہی مست ہاتھی سے لڑادیتے اور کبہی خونخوار شیر سے مقابل کرادیتے مگر وہ ترک اپنی قوت اور خداداد شجاعت سے ہمیشہ کامیاب ہوتا۔ چنانچہ شیر کے قتل کرنے پر شیر افگن خاں اوسکا خطاب قرار پایا صوبہ بنگالہ میں بردوان اوسکو جاگیر ملا اور اس کے علاوہ صوبہ مذکور کی حکومت بہی دی گئی وہ کچھہ دنوں اناچند کی مہم میں اکبر کے ہمرکاب رہکر اپنی جاگیر کی طرف روانہ ہُوا۔ جب جہانگیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو جو آتش عشق اسوقت ثابت قدمی سے نہفتہ رکھتا تھا اب اوسکے چہپانے کی تاب باقی نرہی اوس نے قطب الدین کو کلتاش کو بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس سے رخصت کے وقت تنہائی میں کچھہ باتیں کیں شیر افگن خاں بھی اپنے وکیل کی تحریر سے اُسپر مطلع ہُوا تو تاڑ گیا کہ جہانگیر نے قطب الدین خاں سے اسکے لیئے کیا کہا ہوگا اوسی دن اسنے واقعہ نگار سے کہدیا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہوں اور حسب الحق ہتھیار باندھنا چھوڑدیا قطب الدین خاں بنگالہ میں پہنچا تو اُسنے کئی دفعہ آدمی بھیجکر اور خط لکھکر شیر افگن خاں کو طلب کیا۔ مگر شیر افگن خاں اوس کے پاس نہ گیا ؁

نورجہاں کی بدولت دو وزیر سیتہ تون

آخر قطب الدین خان بہ تقریب دورہ شیر افگن خان کی جاگیر کیطرف پہنچا اور ملاقات کا پیغام بھیجا۔

شیر افگن خان نیم آستین کے اندر بکتر پہنے ہوئے اور تلوار لگائے ہوئے اور چند آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے قطب الدین کے پاس آیا ملاقات اور خیریت پرسی کے بعد قطب الدین خان نے جہانگیر کے اوس پیغام کو ادا کیا جو شیر افگن خان کی طبیعت کے موافق نہ تھا شیر افگن خان نے اوس پیغام کو نہ مانا پر قطب الدینخان نے کنایتاً و نصیحتاً گفتگو کرنی شروع کی جس میں بادشاہوں کا حکم ماننے اور اونکی اطاعت کرنے کی طرف اشارہ تھا جسکے تفصیلی ذکر سے زبان قلم کو آلودہ نہ کرنا مناسب ہے شیر افگن خان کو اِن باتوں کی تاب نہ آئی اور یہ جانکر کہ اب بغیر مرنے اور مارنے کے آبرو بچ نہیں سکتی تھی اپنی تلوار کو جسکو نیم آستین کے نیچے لٹکائے ہوئے تھا باہر نکالا اور اس زور سے قطب الدینخان کی پشت پر مارا کہ انتڑیاں باہر نکل پڑیں شیر افگن خان وہاں سے بھاگا چاہتا تھا کہ قطب الدین کے ساتھ کے ایک کشمیری شخص نے اوس پر حملہ کر کے اوسے زخمی کیا۔ شیر افگن خان نے باوصف زخمی ہونے کے قطب الدینخان کا کام تمام کر ڈالا۔ پھر قطب الدین خان کے ہمراہیوں نے شیر افگن خان پر ہجوم کر کے اسطرح اوسکو زخمی کیا کہ وہ مر گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیر افگن خان کے زخم کاری لگے تھے تاہم وہ اسی نفس واپسین کیساتھ اس امید سے گھوڑا دوڑا کر اوس بھیڑ میں سے نکل چلا کہ اپنی بیوی اور ساس کو مار ڈالے چنانچہ وہ اپنے گھر پہنچ بھی گیا مگر نورجہاں کی ماں نے جو ایک عاقلہ اور دوراندیش عورت تھی اس خیال سے کہ شیر افگن خان کی گردن پر یہ خون ناحق رہ نہ جائے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور رونے پیٹنے چیخنے چلانے لگی کہ نورجہاں یہ سنکر کہ اسکا خاوند مارا گیا باولی میں گر کر مر گئی اب شیر افگن خان کے اندر آنے سے فائدہ ہی کیا ہے اوسکو تو باہر ہی از کہ اپنے زخموں کا علاج کرانا چاہیئے شیر افگن خان نے جب یہ سنا کہ اوس کی پیاری بی بی مر گئی تو وہ

خود بھی مر گیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو نور جہاں کی ماں کی یہ حرکت ظاہر اخلاف وفاداری معلوم ہوتی ہے مگر عقل اور شرع کے اعتبار سے اوسکا ایسا کرنا بہی شیر افگن خان کے لئے اوس کے اخیر وقت میں ایک عمدہ تنبیہ تھی اس واسطے کہ بی بی اور ساس کو مار ڈالنے کی کوئی وجہ نہتھی پس شیر افگن کا مظلوم مرنا بہ نسبت اوس کے ظالم مرنے کے بدرجہا اچھا ہوا +

نور جہاں کی گرفتاری

جب اس واقعہ کو جہانگیر نے سُنا تو وہ اپنے کوکا کے مارے جانے پر جو حضرت شیخ سلیم کا بیٹا تھا نہایت غمگین ہوا اور نور جہاں کو اپنے پاس روانہ کرنیکے لئے حکم بہیجا بنگالہ کے کارپردازوں نے نور جہاں کو اس حکم کے پہنچنے سے پہلے ہی جبراً روانہ کر دیا تھا کیونکہ قطب الدین کوکا گورنر بنگال کے قتل ہو شیر افگن خان اور ضرورت وقت کے لحاظ سے اوسکے پسماندگان پولٹیکل مجرم قرار پاچکے تھے۔ جب دُرِ مقصود یعنے نور جہاں جہانگیر کے پاس آئی تو جہانگیر نے اس سے نکاح کی خواہش ظاہر کی نور جہاں نے اس بات کو نہ مانا اور اپنے خاوند مقتول کی یاد میں وفاداری سے بقیہ زندگی بسر کرنیکا حیلہ کیا۔ جہانگیر نے بھی اسوقت برداشتہ خاطر ہوکر اوس کو لونڈیوں کے زمرے میں داخل کر کے اپنی ذراعی ماں سلطانہ سلیمہ بیگم کے حوالہ کر دیا تاکہ اوس کے مقتول بیٹے قطب الدین کا معاوضہ ہے +

نور جہاں کی سرفرازی

نور جہاں بیگم پر دو سال ناکامی کی حالت میں گزری۔ پہر اوسکے بخت کا ستارہ چمکا یعنی ایکدن جہانگیر کی آنکہہ جو اوسپر پڑی عشق کا درخت جو پژمردہ ہو چکا تہا از سر نو سر سبز ہوا۔ طالع نے مدد کی جانبین سے نیچر نے اپنے جلوے دکہلائے شرع کے مطابق نکاح ہو گیا شاہانہ جشن کیا گیا اول اوسکو نور محل خطاب ملا پہر بعنایت نور الدین جہانگیر نور جہاں بادشاہ بیگم لقب ہوا کیونکہ آخرہ نور محل میں محدود نہیں ہو سکتا تھا بلکہ مرضی الہی یوں واقع ہوئی تھی کہ شعاع نور از نور جہاں جہانگیر

سوا اور محل کی ساری بیگمات پر تفوق دیا گیا پھر تو یہانتک نوبت پہنچی کہ عنان سلطنت اوسی کے ہاتھہ میں تھی اور سکہ میں بھی اوسی کا نام داخل ہو گیا جسکا یہ شعر تھا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ۔ بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر

جہانگیر کی یہ کیفیت تھی کہ اون امور کے سوا جو احکام شرع و عدالت سے متعلق ہوتے باقی کل معاملات کو خواہ وہ ملکی ہوں یا مالی نورجہاں کے صلاح و مشورے سے انجام دیتا اور اوسکو یک لخط جدا نہ کرتا یہانتک کہ جب دربار میں ہوتا یا ہاتھی پر سوار ہوتا تو بھی اوس کو اوٹ میں بلا فاصلہ اپنے ساتھہ بٹھلاتا۔

نورجہاں کے اختراعات

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ نورجہاں ایک عاقلہ اور فیاض عورت تھی اور قوت ایجاد بھی رکھتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے طرح طرح کے زنانے لباس اور زیور جو اس وقت بادشاہ اور امرا کے محلات میں مروج ہیں وہ سب اوسکے ایجاد و اختراع کئے ہوئے ہیں اور اسی نے اون بھدے اور بدنما زیوروں کا رواج موقوف کر دیا جو پہلے مستعمل تھے اور جو اب بھی بعض ملکوں میں شیخ زادوں اور افغانوں کے یہاں مستعمل ہیں۔ گھروں کی سقف پر چاندنی باندھنا اسی کی اختراع ہے عطر گلاب جس کا عطر جہانگیری نام ہے اور نیز دوسرے کم قیمت عطر جن کے استعمال پر غربا کو دسترس ہو سکتی ہے یہ بھی نورجہاں اور اوس کی ماں کے مخترعات سے ہیں۔ چنانچہ جس وقت نورجہاں کی ماں نے عطر گلاب بنا کر جہانگیر کی نظر کیا تو جہانگیر نے اوس کو پسند فرمایا اور ایک موتیوں کی مالا جس کی قیمت تیس ہزار تھی انعام دی اور اس عطر کا نام عطر جہانگیری رکھا۔ درحقیقت یہ ایک ایسا عطر ہے۔ جسکی خوشبو دوسرے عطر میں نہیں ہے۔ خافی خان اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ مجھے یاد ہے عطر جہانگیری جو عمدہ ہوتا تھا۔ جہانگیر کے شروع زمانے میں اسّی روپے تولہ بکتا تھا اب آٹھہ نو روپے تولہ بکتا ہے +

بادلہ جو ایک قسم کا زریں کپڑا ہے نورجہاں ہی کا اختراع کیا ہوا ہے اس کی قسم اعلا کو

اوس سنے بادشاہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور تتم لونی کو جس سے پندرہ روپے
میں غریب دولہا و دلہن کا لباس تیار ہو جاتا ہے اپنے نام سے موسوم کیا یعنے اسکا
نور محلی نام رکہا اس کے سوا اوس سنے امرا و عزبار کے لیے جو چیزیں ایجاد کیں
وہ بہی بہت ہیں۔ مختصر یہ کہ ہندوستان میں وہ چیزیں جن سے لطف زندگی
حاصل ہوتا ہے اکثر اوس کی ایجاد کی ہوئی ہیں ؛

نورجہاں کا مذہب

نورجہاں سختی سے مذہب تشیعہ کی پابند تہی اور چونکہ بادشاہ اور تمامی اہل دربار
اہل سنت و جماعت تھے۔ لہذا اوس کو ہمیشہ اپنے مذہبی تفوق کا خیال رہتا تھا
اسی غرض سے بعض فضلائے ایران اہل تشیعہ کو بلاکر دربار میں جگہ دلوائی تہی
جن کی بعض ناگوار باتوں سے باوجود سخت تعشق بادشاہ نورجہاں سے برافروختہ
ہوجاتا تھا۔ نورجہاں بڑی فیاض عورت تہی ہر سال بہت سے غریب مغلوں کو
ولائیت مکہ معظمہ کربلائے نجف اشرف جانے کا خرچ دیا کرتی تہی۔ ہزارہا
یتیم لڑکیوں۔ بیوہ عورتوں کا اپنی سرکار سے جہیز اور خرچ دیکر شادی کرادیتی
تہی ؛

نورجہاں کی کفایت شعاری

اس فیاضی کے ساتھ انتہا درجے کی کفایت شعار بہی تہی۔ اس کے متعلق ایک
یہ حکایت مشہور ہے کہ ایکبار جہانگیر کے ملاحظے سے چند تہان گذرے جن پر نہایت اعلے
قسم کی زربفت کی جہولیں پڑی ہوئی تہیں۔ جہانگیر نے اون کو پسند کیا
اور خانساماں سے پوچہا کہ ان جہولوں کے لیے زربفت کے کتنے تہان صرف
ہوئے اور ہر ایک جہول کتنے روپے میں بنتی ہے۔ خانساماں نے عرض کیا کہ یہ جہولیں
محل سے تیار ہوکر آئی ہیں جہانگیر نے نورجہاں سے کہا کہ تم نے ان جہولوں کیلئے نفیس
عمدہ زربفت کے کتنے تہان خرچ کر ڈالے نورجہاں نے کہا نہیں کوئی تہان نہیں
خرچ کیا گیا بلکہ یہ جہولیں تو ان زربفت کی تہیلیوں سے بنی ہیں جنمیں امرا کی عرضیاں

آتی تھیں جو متفرق طور پر لوگوں کو دیتی تھیں تو اونکو کوئی معتدبہ فائدہ بہی نہوتا تہا۔

نورجہاں کی شجاعت

محفی خاں منتخب اللباب میں لکہتا ہے کہ سلاطین ہندوستان کی بیگمات عموماً گہوڑسے کی سواری اور بندوق بازی سے خوب واقف تہیں مگر نورجہاں کو کچہہ مشاہدہ کے ذاتی تجربہ نشانہ بازی کا ابتک نہیں ہوا تہا۔ مگر اوس میں وہ عجیب وغریب قوت تہی جس کے تہوڑے سے استعمال سے نہایت اہم اور دقت طلب کام میں با آسانی ملکہ حاصل کر سکتی تہی۔ چنانچہ ایک روز شہنشاہ جہانگیر اور نورجہاں جو نام کی طرح سے خود جزو لاینفک ہو رہی تہی۔ مع بادشاہ بیگم کے شکار کے لیئے تشریف لیگئے۔ شیر ہانکنے والے شیر کو ہانکتے ہوئے قریب بادشاہ کے پہنچا دیا مگر اوس وقت بادشاہ خود سرگرم خواب ہوگئے تہے بادشاہ بیگم نے بحالت اضطراب خود بندوق اپنے ہاتہہ میں لی اور ایسا نشانہ پیشانی پر شیر کے لگایا کہ وہ فوراً ایک نیزہ بلند ہو کر غزا تا ہوا گرا اور اس طرح بادشاہ کی جان نہایت خطرے سے بچائی۔ بادشاہ بندوق کی آواز اور شیر کی غراہٹ سے بیدار ہوگیا اور دیکہا کہ بادشاہ بیگم کے ہاتھ میں بندوق اور سامنے مردہ شیر پڑا ہوا ہے۔ اس جرأت اور بہادری سے اور نیز اپنی جان کے بچ جانے کی خوشی میں بادشاہ نے نہایت محبت و پیار سے بادشاہ بیگم کو گلے لگایا اور بہت احترام وعزت کی قدرتی جوش سے نورجہان کو اس خصوص میں بادشاہی الطاف حاصل کرنے کی تحریص ہوئی اور اس نے اپنی خدا داد قابلیت سے بہت جلد بندوق زنی میں ملکہ حاصل کیا اور امتحان کا موقع بہی بہت جلد آگیا۔ چنانچہ ایک روز شہنشاہ جہانگیر مع حرم محترم نورجہاں شکار کے لئے تشریف لے گئے جنگل میں چار اجل گرفتہ شیروں کا پتہ لگا۔ جوش شجاعت میں نورجہاں بارگاہ سلطانی میں باادب تمام ملتمس ہوئی کہ ان شیروں پر اس کو طبع آزمائی کا موقع دیا جاوے شہنشاہ نے تبسم آمیز اجازت دی اور وہ شیر یکے بعد دیگرے نورجہاں اور جہانگیر کی دوبدو

گذر گئے اور نشانہ موت ہو گئے کوئی نشانہ خالی گیا نہ کوئی شیر جانبر ہوا
اوس کا یہ مقطع شعر مختلف معنوں سے قابل صاد ہے + ؎

نورجہاں گرچہ بظاہر زن است ۔ در صفِ مردان زنِ شیرافگن است

نورجہاں کی شاعری

ملکہ نورجہاں از بسکہ طباع و ذہین تھی ۔ ہمیشہ صحبت فضلائے دیار و امصار سے افادہ ہوتا رہا ۔ موزونیت طبع کا بہت بڑا حصہ تجربہ سے پہلے ہی مل چکا تھا شاعری کی جانب طبعی رجحان ہوا اور محض بامداد مبدء فیاض سخنوری میں وہ ملکہ حاصل ہوا کہ حسب بیان تذکرہ نورجہاں از غایت شہرت مستغنی از بیان است و کلامش جستہ جستہ زبان زد سخنوران و در حقیقت شیرین تر از قند است ۔
تخلص نورجہاں چونکہ ہر طرح موزون تھا اشعار نہایت پاکیزہ اور شوخی آمیز جو بمقتضائے وقت اور صحبت کہا ہوتا تھا ۔ ہم یہاں پر چند متفرق اشعار نمونۃً لکھتے ہیں اور وہ اشعار نظر انداز کرتے ہیں جو ناظرین کی تہذیب و متانت سے دور سمجھے جاتے ہیں ۔ لیکن اون کیلئے ہم نورجہاں کو بدنام نہیں کر سکتے کیونکہ خلوت میں مخلی بالطبع ہونا اور مذاکرات دلچسپ کرنا ہر ملک کے مہذب ترین اشخاص کا بھی بالطبع کام ہے ۔ معمولی دنیادار تو درکنار زاہدین خشک مزاج بھی ؎

چون بخلوت مے روند آں کار دیگر مے کنند

نورجہاں کے متفرق اشعار

عشقت چنان گداخت تنم را کہ آب شد ۔ گردے کہ ماند بر مژہ چشم حباب شد
کشاد غنچہ اگر از نسیم گلزار است ۔ کلید قفل دل ما تبسم یار است
نہ گل شناسد و نے رنگ و بو نہ عارض زلف ۔ دل کسے کہ بحسن ادا گرفتار است
دل بصورت ندہم تا نشود سیرت معلوم ۔ بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
زاہد ہول قیامت مفگن در دل من ۔ ہول ہجران گذرانیدم و قیامت معلوم

میلکد مروارید بر فرق سرش دانی کہ چیست — تشنگانِ شوق را جوئیست از آبِ حیات

تیرہ زلف خالش بلائے نہانست — بترس از بلاہا کہ شب در میانست

ہم چشم ما برائے نظر بازی تو شد — آئینہ را جلائے وطن میکنیم ما

ہنوز آں طفل خندیدن نداند — نگہ دزدیدن و دیدن نداند

دقیقہائے معانیش در سوادِ حروف — چو در سیاہیٔ شب روشنی پروین است

این خانہ برانداز کہ در خانہ زیں است — معمار تمنائے من خانہ نشین است

نیست خوارہ کہ میتی بسیر آب ان — آب از گرمی این فصل بر آورد زباں

(جہانگیر)

(نورجہاں)

ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد — کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد

بے آید بغیر از گریہ دیگر کار از چشم — بلے از مردم بے دست و پا دیگر چہ می آید

نورجہاں کی عام قابلیّت

بادشاہوں کے مزاج میں دخل پانے کے لئے ایسے ایسے مصالحوں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام طور سے عوام الناس کو قدرت سے عطا نہیں ہوئے خاصکر اوس حالت میں جبکہ جہانگیر ایسا بادشاہ ہو جسمیں اکبر جیسے عظیم الشان پدر بزرگوار کی قابلیت سلطنت اور اس سے بڑھکر علمی لیاقت ہو دربار شاہی میں عزت اور ذلت زیادہ تر اپنے ہی ہاتھوں نصیب ہوتی ہے اور اعزاز اونہیں کو حاصل ہوتا ہے جو بہمہ وجوہ بادشاہ کو بہ مناسب اوقات روحانی مسرت دے سکتے ہیں۔ نورجہاں میں صانع حقیقی نے منجملہ اور صفات نادرہ کے علمی قابلیت اور فہم و فراست اسقدر ودیعت فرمائی تھی جو شاذ کہی جاسکتی ہے اوس کو بادشاہ عالیجاہ کے خوش رکہنے کا نہایت عمدہ سلیقہ معلوم تھا کوئی فعل اوسکا ناگوار خاطر مبارک نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے نہیں کہ عشق سے مجبور تھا بلکہ خود نورجہاں میں وہ تہذیب اور شائستگی تھی کہ ہر پہلو سے بادشاہ کی نازک خاطر کا بار پیش نظر رکہتی تہی۔ تنہا نورجہان کئی دفعہ شاہی خدمت

جوہرایک اپنے طور سے نہایت نازک اور مشکل ہے بجالاتی تہی جس طرح اندلون شہنشاہ جرمنی کی نسبت آنریبل مسٹر لیوشر بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیگم کی ناقابلیت کی وجہ سے اوسکے مخصوص فرائض بھی اپنے ہی ذمے لے کر خود ہی بیگم اور خود ہی شہنشاہ ہوگیا ہے نورجہان مشیر و وزیر بیگم و شہنشاہ و منتظم۔ شاعر و مصاحب و مہاسب و معتمد تہی اور ان سب خدمتوں کو نہایت عقلمندی و فہم و فراست سے بجالاتی تہی کہ انتظام مملکت اور درستی مزاج معلے جہانگیر میں کوئی فرق نہ آتا تھا وہ نہایت درجے کی حاضرجواب بھی جو درباریوں کے لئے نہایت ضروری ہنر ہے اشعار فی البدیہہ میں بہی وہ ملکہ حاصل تہا جو کہنہ مشق اُستادوں کو ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک روز جہانگیر قبائے حریر پر تکمہ (بٹن) لعل زیب بدن کئے ہوئے تہا نورجہاں کی زبان سے فی البدیہہ یہ تعشق انگیز طبعزاد شعر نکل گیا ؎

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر
شدست قطرہ خون منت گریباں گیر

نورجہاں کے برعکس خیالات

نورجہاں کی آزمائش کا ایک سخت زمانہ آیا جس میں افسوس ہے کہ وہ پوری نہ اُتر سکی اور درحقیقت نورجہاں کا یہ زمانہ افسوس سے دیکھا جاتا ہے لیکن جو لوگ انسانی طبیعتوں کے رنگارنگ چمن کی سیر کرچکے ہیں۔ اور بالخصوص عورتوں کے خیالات مخصوص کیجانب جو بعض حالتوں میں ناقابل تغیر ہوتے ہیں خیال رجوع کیا ہے وہ ہر حالت میں نورجہاں کو معذور کہینگے۔ نورجہاں کی لڑکی جو شیر افگن کی نسل سے تہی اوس کی شادی جہانگیر کے ایک شہزادے شہریار سے ہوئی اور اوس کے بہائی آصف جنگ کی لڑکی شاہجہان سے منسوب ہوئی۔ لہذا اسکو دلی جوش اپنے داماد کو تخت سلطنت پر دیکھنے کا ہوا جو علی العموم تمام عورتوں کو علی قدر مراتب اپنے داماد کی نسبت ہوا کرتا ہے اور جبکہ نورجہاں بادشاہ اور بادشاہت پر قابض تہی اور بدقسمتی سے ولیعہدی کا کوئی قانون مقرر نہ تہا

قیمت مع محصولڈاک **پیسہ اخبار لاہور** اڑھائی روپے سالانہ

جسمیں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری معاملات پر اعلیٰ درجہ کی رائے زنی کیجاتی ہے اور انگریزی عربی و ترکی وغیرہ اخبارات سے مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کرتے ہیں اور جس کو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ و تازہ خبریں بہم پہنچانے کا فخر حاصل ہے بوجہ اپنی نہایت ارزاں قیمت اور ہر دلعزیزی یہ ایسی ہے کہ ہندوستان بھر کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے قیمت مع محصولڈاک نقد اڑھائی روپے (عہ) پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نادر کتابیں ہر ایک خریدار کو مفت ملتی ہیں۔

قیمت مع محصولڈاک **انتخاب لاجواب** چار روپے سالانہ

دنیا کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں مفید کتابوں اور تحریروں کا منتخب مجموعہ جسمیں ہزارہا ایسے قیمتی علمی مذہبی علمی مضامین دل بہلاؤ اور تعلیم کے لئے درج ہوتے ہیں کہ جو اور کسی ذریعہ سوا اردو زبان میں مل نہیں سکتے ہندوستان میں کسی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا اردو زبان میں بے نظیر ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعام تقسیم ہوتے ہیں اور قدردانوں کو ساده عنہ دیا جاتا ہے ہفتہ وار اشاعت ۴۸ صفحہ کلاں

قیمت مع محصول ڈاک چار روپے (للعہ)

قیمت مع محصولڈاک **روزانہ پیسہ اخبار** پندرہ روپے سالانہ

روزمرہ تازہ بتازہ برقیاں نہایت عمدہ اصلی اور تازہ ترین خبریں دیتا ہے ہر روز علاوہ دیگر تصاویر کے ایک نہایت دلکش کارٹون ہوتا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں نہیں ہوتا۔ قیمت سالانہ پندرہ روپے ماہوار سوا روپیہ۔

قیمت مع محصولڈاک **بچوں کا اخبار** (عہ) روپے چھ آنے

282

انگلستان اور امریکہ میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہونگے مگر اردو زبان میں تمام ہندوستان میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے بچوں کا اخبار بڑی آب و تاب کے ساتھ کارخانہ پیسہ اخبار سے ماہوار شائع ہونا شروع ہوا ہے اور اسے ملک کے تمام اخبارات اور اہل الرائے لوگوں اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق آداب اور تعلیم و تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے کوئی بال بچہ والا گھر اس سے خالی نہ رہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک (عہ) دو روپے چھ آنے۔

(درخواستوں کا پتہ **منیجر پیسہ اخبار لاہور**)